برادرانِ کشمیر کے نام سلسلہ چہارم کا دوسرا خط

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَ النَّاصِرُ

برادرانِ جموں و کشمیر کے نام میرا دوسرا خط

بسلسلہ چہارم

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ میرا پہلا خط آپ کو مل چکا ہے اور جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام علاقہ پر اس نے ایک مفید اور نیک اثر پیدا کیا ہے۔ آج میں دوسرا خط آپ کی طرف لکھ رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ گذشتہ کی طرح آپ اس خط کے مضمون کو بھی غور سے پڑھیں گے اور اس پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں آپ سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ ہر شخص تک یہ خطوط نہیں پہنچائے جا سکتے جس کو یہ خط ملے وہ دوسرے پڑھے لکھے ہوئے لوگوں کو یہ خط پڑھا دے اور اَن پڑھوں کو سنا دے اور جو دور ہیں، ان تک پہنچا دے۔ حتّٰی کہ ہر باشندہ ریاستِ جموں و کشمیر کو یہ خط مل جائے یا اس کے مضمون سے وہ واقف ہو جائے۔

میرا کام سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گذشتہ ایام میں میرے سامنے یہ کام رہے ہیں۔

اوّل شیخ محمد عبداللہ صاحب اور اس کے ساتھیوں کو جو نہایت ظالمانہ طور پر گرم جگہ پر قید کیا گیا تھا، اس کے خلاف کوشش اور ان کو کسی ٹھنڈے مقام پر تبدیل کروانا۔

دوم ان کی اور ان کے ساتھیوں کی آزادی کیلئے کوشش۔

سوم گذشتہ دو ماہ سے جو افسرانِ کشمیر کے عام رویہ میں تبدیلی واقع ہوئی ہے اور وہی پرانا استبداد نظر آ رہا ہے' اس کے خلاف کوشش۔

میں نے ان تین مقصدوں کے پورا کرنے کیلئے مندرجہ ذیل ذریعے اختیار کئے۔

اوّل میں نے سوچا کہ جب تک پبلک میں بیداری پیدا نہ کی جائے اور ان کی محبت کو اپنے لیڈروں سے قائم نہ رکھا جائے اس وقت تک اندرونی دباؤ ریاست پر نہیں پڑ سکتا اس کے لئے میں نے اپنا پہلا خط شائع کیا اور کشمیر کے کام کے متعلق جو لوگ سرگرم ہیں' انہیں ہدایت کی کہ ریاست کے مختلف علاقوں میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں بہت حد تک کامیابی ہوئی اور میں اس بارہ میں صوبہ جاتی انجمنوں کا ممنون ہوں کہ انہوں نے شیخ محمد عبداللہ صاحب سے اظہارِ وفاداری کر کے میرے ہاتھوں کو بہت مضبوط کر دیا۔

دوسری بات میں نے یہ سوچی کہ ریاست کے حُکّام کو توجہ دلاؤں تا کہ وہ زور اور طاقت کے استعمال کو چھوڑ کر تحمل اور دلیل کی طرف توجہ کریں مگر افسوس کہ اس بارہ میں مسٹر کالون کا رویہ اتنا ہمدردانہ ثابت نہیں ہوا جس قدر کہ مجھے ان سے امید تھی۔ مجھے ان پر اب تک حُسنِ ظنّی ہے لیکن میرے نزدیک انگریز جس قدر انگریزی علاقہ میں مفید کام کر سکتے ہیں' ریاست میں نہیں کر سکتے کیونکہ ریاستوں میں دیانتدار کارکنوں کا ملنا بہت دشوار ہوتا ہے اور بغیر اچھے نائبوں کے انسان اچھا کام نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انگریز بھی اس خیال میں مجھ سے متفق ہیں۔ کیونکہ اگر وہ ہندوستانیوں کو حکومت کا پورا اہل سمجھتے تو ہندوستان کو آزادی دینے میں اس قدر پس و پیش کیوں کرتے۔

اس بارہ میں مَیں نے جو کچھ کیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے اس کام کیلئے سید زین العابدین صاحب کو مقرر کیا کہ وہ مسٹر کالون اور مسٹر پیل سے جا کر ملیں اور ان کے آگے تمام حالات رکھ کر انہیں موجودہ مظالم دور کرنے کی ترغیب دیں۔ ان کے ساتھ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کو میں نے اس لئے بھجوایا تا کہ وہ شیخ محمد عبداللہ صاحب سے مل کر ان کی طرف سے قانونی طور پر کارروائی کریں اور اسی طرح گذشتہ فسادات میں جو میر واعظ صاحب ہمدانی اور ان کے معتقدوں کے خلاف بعض خلاف قانون کارروائیاں ہوئی ہیں یا مقدمات چلائے گئے ہیں' اس میں قانونی امداد دیں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ مہذب دنیا کے معروف دستور کے خلاف گورنر نے ان دونوں صاحبوں کو فوراً ریاست سے نکلنے پر مجبور[1] کیا۔ حکم کے الفاظ یہ تھے کہ آپ لوگوں کے گذشتہ اعمال سے یہ ثابت ہے کہ آپ سرینگر میں فساد کرانے کی نیت سے آئے ہیں۔ شیخ بشیر احمد صاحب تو وکیل ہیں' خود اپنی طرف سے ہائی کورٹ کو توجہ دلائیں گے مگر سید زین العابدین صاحب کے متعلق جو حکم دیا گیا تھا اس کے متعلق میں نے حُکّام کو توجہ دلائی تو مجھے یہ جواب دیا گیا

ہے کہ سید زین العابدین کی ہتک منظور نہ تھی بلکہ مطلب صرف یہ تھا کہ ان کے آنے سے لوگوں میں جوش پیدا نہ ہو لیکن حکم کے الفاظ واضح ہیں حکم میں صاف یہ لکھا ہے کہ ''فساد کرانے کی نیت سے آپ آئے ہیں'' اور یہ آپ کا گذشتہ طریق عمل اس بدنیتی کی تصدیق کرتا ہے۔ پس حُکّامِ بالا کا یہ کہنا کہ ہمارا ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ شاہ صاحب فساد کرانے کی نیت سے آئے ہیں' صاف بتاتا ہے کہ ریاست کے بعض حکام انگریز افسروں کے احکام کی پوری تعمیل نہیں کرتے بلکہ اپنے پاس سے خلافِ واقع باتیں شامل کر دیتے ہیں۔ ریاست کے حکام کے پاس حکومت کی طاقت ہے اور میرے پاس دلیل کی طاقت۔ ریاست نے حکومت کا زور آزما لیا ہے اور اب اگر ریاست نے اصلاح نہ کی تو میں دلیل کا زور آزماؤں گا۔ میں ایک طرف گورنر کے الفاظ کو نقل کروں گا اور دوسری طرف حُکّامِ بالا کی تشریح کو اور اسے چھاپ کر تمام ممبرانِ پارلیمنٹ اور انگریزی کے اخبارات اور ذمہ دار افسران کے پاس بھیجوں گا اور پوچھوں گا کہ کیا یہ طریقِ حکومت کامیاب ہو سکتا ہے؟ میں اس کے ساتھ انگریز افسروں کی وہ تحریرات درج کروں گا جو انہوں نے سید زین العابدین کے نام ارسال کی ہیں اور جن میں لکھا ہے کہ انہوں نے قیامِ امن میں ریاست کی پوری امداد کی ہے۔ پھر دنیا اس کو پڑھ کر خود اندازہ لگا لے گی کہ گورنر کشمیر کا یہ حکم حکومت کے زور پر تھا یا کہ دلیل اور انصاف کے زور پر۔ وہ اس امر کا اندازہ لگا لے گی کہ انگریز حُکّام کے منشاء کو ماتحت حکام کس طرح پورا کر رہے ہیں اور ان کی آمد سے غریب مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟ میرا ہمیشہ سے یقین ہے کہ دلیل تلوار سے زیادہ زبردست ہے اور باوجود حکومتِ کشمیر کی طاقت اور اس کے معاونوں کی قوت کے مجھے یقین ہے کہ جلد یا بدیر میری کمزوری کے باوجود مظلوم کی مدد کی کوشش اور انصاف کی تائید آخر کامیاب ہو کر رہے گی۔ یہ دنیا لاوارث نہیں' اس کے اوپر ایک زبردست خدا نگران ہے۔ وہ ہمیشہ انصاف اور سچ کی امداد کرتا ہے اور وہ یقیناً اب بھی ان غیر منصفانہ افعال کو جیتنے نہیں دے گا۔

تیسری کوشش میں نے یہ کی کہ اپنے انگلستان کے نمائندہ کو تار دی کہ وہ وہاں وزراء اور امراء اور ممبرانِ پارلیمنٹ اور پریس کے سامنے سب حالات رکھیں اور انصاف کی طرف توجہ دلائیں۔ اس بارہ میں جو کام ہوا ہے' وہ یہ ہے کہ ایک ذی اثر دوست نے اس بارہ میں وزیرِ ہند سے ملاقات اور گفتگو کی ہے۔ پارلیمنٹ کے بعض ممبروں نے پارلیمنٹ میں سوال کرنے کا وعدہ کیا ہے اور بعض ذمہ دار امراء نے اس معاملہ کی طرف خود توجہ کرنے اور اس کی اہمیت کی طرف

حکومت کو توجہ دلانے کا وعدہ بھی کیا ہے سو امید ہے کہ اِنْشَاءَ اللّٰہُ جلد انگلستان کے لوگوں کی توجہ اس سوال کی طرف ہو جائے گی اور ان کی توجہ کا نیک اثر ہندوستان میں بھی پیدا ہوگا۔

چوتھی کوشش مَیں نے اس بارہ میں یہ کی ہے کہ اپنے ایک نمائندہ کو شملہ بھجوا دیا ہے تا کہ وہ وہاں کے ذی اثر لوگوں اور حُکّام کو مل کر معاملاتِ کشمیر کی طرف توجہ دلائیں جنہوں نے یہ کام وہاں شروع کر دیا ہے اور امید ہے کہ جلد اس کے نیک نتائج نکلنے شروع ہو جائیں گے لیکن چونکہ مَیں اب کشمیر کمیٹی کا صدر نہیں ہوں، اس لئے یقیناً اس کام میں میرے ہاتھ اور بھی مضبوط ہو جائیں گے اگر کشمیر کی ریاست کی مختلف انجمنیں ریزولیوشنوں کے ذریعہ سے اس امر کا فیصلہ کریں اور حکومت کو اطلاع دیں کہ میں ان کے حقوق کیلئے حکومت کو مخاطب کرنے کا حق رکھتا ہوں اس طرح ایک طرف تو ان لوگوں کی کارروائیوں کا اثر باطل ہو جائے گا جو ریاست میں سے اس امر کے خلاف شور کر رہے ہیں کہ اب مجھے دخل دینے کا کوئی حق نہیں اور دوسری طرف آپ لوگوں کیلئے مناسب موقعوں پر آواز بلند کرنیکی صورت پیدا ہو جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ کشمیر کا ایک فریق مجھ پر اعتبار نہیں رکھتا یا یہ کہ بعض ہندوؤں نے اپنے فائدہ کیلئے انہیں میرے مقابل پر کھڑا کر دیا ہے، مگر مجھے ان کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جو لوگ مجھ سے امداد چاہتے ہیں، میں حسبِ وعدہ ان کی امداد کروں اور ان کی قومی آزادی اور ان کے حقیقی لیڈر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی آزادی کیلئے کوشش کروں اور انہیں چاہئے کہ وہ اس طرح مجھے اپنی خدمت کا موقع دیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ کشمیر کے لوگ تو چاہتے ہوں کہ میں ان کے معاملہ میں دخل نہ دوں اور میں خواہ مخواہ ان کیلئے اپنا وقت ضائع کرتا رہوں۔

موجودہ صورتِ حالات اپنے کام کے اظہار کے بعد اَب میں آپ لوگوں کو موجودہ صورت حالات کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ آپ لوگ غالباً اس امر کو سمجھ چکے ہونگے کہ بعض افسرانِ ریاست نے یہ دیکھ کر کہ ریاست کے بعض سابق افسران کے مظالم اس قدر طشت از بام ہو چکے ہیں کہ سیاسی عُذرات کے ماتحت کشمیر کے حقیقی لیڈروں کو قید کرنا ان کیلئے بالکل ناممکن ہے، قومی خدام کو فساد اور شورش کے الزام کے نیچے گرفتار کرنا شروع کر دیا ہے۔

میں اس امر کا یقین رکھتا ہوں کہ بعض افسرانِ ریاست کی نیت درست نہیں اور اس یقین کی وجوہ یہ ہیں:۔

۱۔ میرے ایک نمائندہ سے ریاست کے ایک ہندو وزیر نے گذشتہ سال یہ الفاظ کہے تھے کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم آپ کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے ہمیں بھی پارٹیاں بنانی آتی ہیں اور ہم بھی ریاست میں آپ کے خلاف پارٹیاں بنوا سکتے ہیں۔ بعض لوگ جو شیخ محمد عبداللہ صاحب کے خلاف کوشش کر رہے ہیں، ان کی نسبت یقینی طور پر ثابت ہے کہ وہ اس وزیر سے خاص تعلقات رکھتے ہیں۔

۲۔ باہمی مناقشات دیر سے شروع تھے لیکن نہ حکومت نے ان پر سختی سے نوٹس لیا اور نہ شیخ محمد عبداللہ صاحب کو اس کا ذمہ وار بنایا۔ لیکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اس اجلاس کے بعد جس میں مسٹر مہتہ کے خلاف ریزولیوشن تھا، یکدم ریاست میں بھی ہلچل شروع ہو گئی اور بعض ریاست کے افراد نے باہر آ کر لوگوں کو اکسانا شروع کیا کہ کمیٹی کا احمدی صدر نہیں ہونا چاہئے اور ان ایجنٹوں میں سے ایک نے اپنے ایک ہم خیال لیڈر سے لاہور میں کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں پندرہ سولہ ہزار فوراً مہیا کر سکتا ہوں۔ پھر اس نے کشمیر جا کر اپنے ایک دوست کو لکھا کہ میں لاہور میں آگ لگا آیا ہوں۔ اب چاہئے کہ یہ آگ سُلگتی رہے اور بجھے نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسٹر مہتہ کے بعض ہَوا خواہوں نے یہ کارروائی کی ہے ورنہ واقعات کا یہ اجتماع کس طرح ہوا۔ آدمی وہی ہیں، حالات وہی ہیں، کام وہی ہے، پھر نتائج کیوں مختلف نکلنے لگے؟

۳۔ میر واعظ یوسف شاہ صاحب کا تعلق ایسے لوگوں سے ہے جو اپنے آپ کو انتہا پسند ظاہر کرتے ہیں اور شیخ محمد عبداللہ صاحب سے ان کو یہی اختلاف ہے کہ وہ اعتدال پسند ہیں لیکن باوجود اس کے ہندو اور سکھ صاحبان کی ایک خاصی تعداد میر واعظ یوسف شاہ صاحب کے جلوسوں میں شامل ہوتی رہی ہے اگر اختلافِ حقیقی ہوتا تو چاہئے تھا کہ ہندو سکھ صاحبان شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ ہوتے اور انتہا پسندوں کے مخالف۔

۴۔ حکومت اور دوسرے ذرائع سے جو بیانات گذشتہ فسادات کے متعلق اخبارات میں شائع ہوئے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فسادات کی ابتداء شیخ محمد عبداللہ صاحب کی طرف سے نہ تھی اور یہ کہ زیادتی بھی دوسرے فریق کی تھی۔ اس کا مزید ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ حکومت نے شروع میں شیخ محمد عبداللہ صاحب کو نہیں، بلکہ میر واعظ یوسف شاہ صاحب کو گرفتار کیا تھا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ یوسف شاہ صاحب کی پارٹی کی طرف سے ابتدا ہوئی اور باوجود اس کے کہ حکومت ابتداء کا ذمہ وار شیخ محمد عبداللہ صاحب کو نہیں سمجھتی تھی، وہ

میر واعظ صاحب سے تو (۱) صرف ضمانت طلب کرتی ہے (۲) ضمانت کے نہ دینے پر زیرِ حراست کرتی ہے۔ لیکن رکھتی کشمیر میں ہی ہے (۳) بقول میر واعظ یوسف شاہ صاحب کے نہ تو انہوں نے ضمانت دی اور نہ حکومت سے کوئی سمجھوتہ کیا ہے پھر بھی حکومت انہیں یہ کہہ کر آزاد کر دیتی ہے کہ کسی نے ان کی جگہ ضمانت دے دی ہے (۴) باوجود اس کے کہ ان کی جماعت کی طرف سے مظاہرے ہو رہے تھے انہیں آزاد کر دیا گیا اور یہ شرط نہیں کی گئی کہ جب تک کشمیر میں امن نہ ہوگا اور ایک معینہ عرصہ تک امن نہ رہے گا' انہیں آزاد نہ کیا جائے گا۔ (۵) ان کی تائید میں مظاہرے کرنے والوں پر گولیاں نہیں چلائی گئیں لیکن شیخ محمد عبداللہ صاحب سے یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ (۱) بغیر ضمانت طلب کرنے کے انہیں آرڈیننس کے ماتحت گرفتار کیا جاتا ہے (۲) انہیں کشمیر سے باہر ایک سخت گرم جگہ پر قید کیا جاتا ہے۔ (۳) ان کی آزادی کیلئے مظاہرہ کرنے والوں پر گولیاں چلائی جاتی ہیں۔ (۴) ان کی آزادی کیلئے یہ شرط کی جاتی ہے کہ وہ حکومت سے خاص شرائط پر معاہدہ کریں اور اگر اس میں کامیابی نہیں ہوتی تو ان کی طرف سے ایک جماعت سے معاہدہ لیا جاتا ہے۔ (دیکھو مختلف اخبار جن کی تردید حکومت نے نہیں کی) (۵) مزید شرط یہ کی جاتی ہے کہ جب تک امن پر چھ ہفتے نہ گذر جائیں' انہیں آزاد نہ کیا جائے گا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ان کا آزاد ہونا' ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جب چاہیں ایک فساد کر دیں اور ان کی آزادی کو ملتوی کرا دیں۔ یا یہ کہ ریاست کے بعض حُکّام چاہتے ہیں کہ چھ ہفتہ تک شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ہمدرد اپنے دشمنوں کے رحم پر رہیں اور جو کچھ بھی ظلم ان پر کیا جائے اسے برداشت کریں تا شیخ محمد عبداللہ صاحب کی رہائی میں روک پیدا نہ ہو۔

یہ سب واقعات اور ان کے علاوہ اور بہت سے واقعات بتاتے ہیں کہ حکومت میں ایک ایسا عنصر موجود ہے جس کی اصل غرض یہ ہے کہ کسی طرح لوگوں کی ہمدردی کو شیخ محمد عبداللہ صاحب سے ہٹا کر دوسری پارٹی کی طرف کر دیا جائے یا کم سے کم ان کی پارٹی کو کُچل دیا جائے۔ مگر کیا نوجوانانِ کشمیر! اس بے غرض خدمت کو بھول جائیں گے جو ان کے لیڈر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے نہایت مخالف حالات میں کی ہے؟ میں امید کرتا ہوں کہ کشمیر کے تمام غیور باشندے اس سوال کا جواب یک زبان ہو کر یہی دیں گے کہ ہرگز نہیں۔

لیکن باوجود اس کے کہ آپ میں سے ہر ایک یہی جواب دے گا مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حالات اس امر کی تصدیق نہیں کر رہے اور میرے اس بیان کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

اوّل مجھے ایک کاپی ایک اشتہار کی بھیجی گئی ہے جو ایک ایسے معاہدہ پر مشتمل ہے جو بعض ذمہ دار لوگوں اور حکومت کے درمیان ہوا ہے۔ اس میں ان لوگوں نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ آئندہ ملک میں کوئی فساد نہ ہوگا اور حکومت نے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ اس میں کامیاب ہوئے تو وہ شیخ محمد عبداللہ صاحب کو چھوڑ دیں گے۔ میں نے اس کاغذ پر دستخط کرنے والوں کے ناموں کے متعلق دریافت کرایا ہے کہ آیا اس پر میر واعظ یوسف شاہ صاحب کی پارٹی کے بھی دستخط ہیں تو مجھے بتایا گیا ہے کہ نہیں۔ اگر یہ درست ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے لیڈر حکومت کے بعض افسروں کی باتوں میں آ گئے ہیں کیونکہ اس معاہدہ کے کھلے اور صاف معنی یہ ہیں کہ فساد کے ذمہ دار پورے طور پر شیخ محمد عبداللہ صاحب اور ان کی پارٹی کے لوگ تھے کیونکہ اگر فساد کے ذمہ دار وہ نہ تھے بلکہ دوسرا فریق تھا تو وہ امن کا ذمہ کس طرح لے سکتے تھے۔ کیا کوئی عقلمند اس کو تسلیم کر سکتا ہے کہ فساد تو میر واعظ یوسف شاہ صاحب کے آدمی کریں اور فساد مٹانے کی ذمہ داری شیخ صاحب کے آدمی لیں اور پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ شیخ صاحب کے دشمن اس لئے فساد چھوڑ دیں گے تا کہ شیخ صاحب کو حکومت چھوڑ دے۔ بیشک امن قائم کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے لیکن امن کا اعلان ان الفاظ میں کرنا کہ گویا سب فساد شیخ صاحب نے کیا ہے اور انہیں کے آدمی سب فساد کرتے تھے، وفاداری کے اصول کے بالکل خلاف ہے۔

دوسری دلیل اس کی یہ ہے کہ بعض لیڈروں نے اس اصل کو تسلیم کر لیا ہے کہ اگر چھ ہفتے تک فسادات نہ ہوئے تو شیخ صاحب آزاد ہونگے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ شیخ صاحب کی آزادی کو ان کے دشمنوں کے اختیار میں دے دیا گیا ہے۔ کیا وہ وزراء کو یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ آپ لوگوں نے شیخ صاحب کو قید ہی اس لئے کیا ہے کہ کشمیر میں دو پارٹیاں ہیں اور وہ آپس میں لڑتی ہیں پھر کیا اس شرط کے یہ معنی نہیں کہ آپ ان کی دشمن پارٹی کو اُکساتے ہیں کہ وہ فساد کرتی رہے تا کہ شیخ صاحب آزاد نہ ہوں۔ ہم اپنی پارٹی کے ذمہ وار ہو سکتے ہیں، دوسری پارٹی کے ذمہ وار کس طرح ہو سکتے ہیں بلکہ میرے نزدیک تو ان کو یہ زور دینا چاہئے تھا کہ اصل سمجھوتہ شیخ محمد عبداللہ صاحب ہی کر سکتے ہیں، ہم تو صرف عارضی صلح کر سکتے ہیں اور نیز یہ کہ دوسری پارٹی اگر فساد کرے تو اس کا اثر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی آزادی پر نہیں پڑنا چاہئے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ شیخ صاحب کے بعد ایسے لوگوں کے ہاتھ میں بعض عہدے دیئے گئے ہیں جو ان سے مخالفت کرتے رہے ہیں اور ان کو گرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں ایسے لوگوں

نے یقیناً ان کی ذلّت کی کوشش کرنی تھی اور انہوں نے کی۔

مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلطی صرف بعض کارکنوں سے ہوئی ہے اور مُلک شیخ صاحب کے ساتھ ہے اور اب بھی وفادار ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ مُلک اپنی آواز کو زور سے بلند کرے اور اپنے منشاء کو ظاہر کرے۔

میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ گو میرے نزدیک اس معاہدہ میں اصولی غلطیاں ہوئی ہیں لیکن اسلام کی تعلیم کے مطابق ہر مسلمان کا فرض ہے کہ امن قائم رکھے۔ پس خواہ معاہدہ ہو یا نہ ہو' خواہ شیخ صاحب کو حکومت فوراً آزاد کردے یا دیر سے' آپ لوگوں کو چاہئے کہ ہر قسم کے فساد سے بچیں۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ کشمیر آزاد نہ ہو' فساد ڈلوانیکی پوری کوشش کریں گے مگر آپ کا فرض ہے کہ قانون شکنی نہ کریں اور صرف اپنے کام سے کام رکھیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ باوجود قانون کا احترام اور ادب کرنیکے فتح حاصل ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے۔ اور اگر آپ لوگ میری ہدایتوں پر عمل کریں تو مجھے یقین ہے کہ آپ کو بغیر کسی فساد کے کامیابی ہوگی۔ آپ پچھلے سال دیکھ چکے ہیں کہ میرے مشورے آپ کیلئے مفید ثابت ہوئے ہیں' اب پھر آپ لوگ تجربہ کر لیں یہی راہ آپ کے لئے مفید ثابت ہوگی کہ قانون نہ توڑیں اور غیر ضروری شور نہ مچائیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے ایسے راستے کھولے ہیں کہ وہ بغیر قانون شکنی کے اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر امن کی وہ طاقت رکھی ہے کہ شورش پسندی کو وہ طاقت ہرگز حاصل نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ پہلے بھی ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں مگر مَیں آپ کو مزید ہوشیار کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر آپ آپس میں لڑیں گے تو سب مسلمانوں کی ہمدردی آپ سے جاتی رہے گی اور آپ اکیلے رہ جائیں گے اور دشمنوں کا شکار ہو جائیں گے۔

آئندہ کیلئے دستورِ عمل

اب مَیں آپ کو آئندہ کام کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب حکومت سختی پر اتر آئے تو انجمنیں کام نہیں دے سکتیں۔ پس جب تک شیخ صاحب باہر نہ نکلیں نوجوانوں کا فرض ہے کہ قومی زندگی کو قائم رکھنے کیلئے اپنی تنظیم کریں اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ سرینگر جیسے شہر میں تو محلّہ وار قومی خدمت کا درد رکھنے والے لوگ آپس میں سے ایک ایک شخص کو اپنا لیڈر بنا لیں۔ اس کا نام خواہ ڈکٹیٹر رکھیں یا کچھ اور۔ مگر بہر حال محلّہ وار ایک ایک لیڈر رہنا چاہئے اور اس کے بعد محلوں کے لیڈر اپنے میں سے ایک لیڈر تجویز کر لیں جو سارے شہر کے حالات کا نگران رہے۔

جو چھوٹے شہر یا قصبات ہیں وہ اپنا ایک ایک لیڈر چُن لیں۔ اس انتظام میں ہر ایک جماعت کو چاہئے کہ حلفیہ اس امر کا اقرار کرے کہ وہ اپنے لیڈروں کی تمام قومی امور میں فرمانبرداری کرے گی۔ میں یہ صرف اس خیال سے لکھ رہا ہوں کہ شاید اس وقت تک اس قسم کا انتظام مکمل نہ ہوا ہو لیکن اگر شیخ محمد عبداللہ صاحب جیل میں جانے سے پہلے ایسا انتظام کر چکے ہیں تو جس جس جگہ یہ انتظام موجود ہے وہاں اس قسم کے انتظام کی ضرورت نہیں البتہ جہاں کوئی لیڈر مقرر نہیں ہو چکا وہاں مقرر کر لیا جائے۔ میرا جہاں تک علم ہے ابھی ریاست کا اکثر حصہ اس انتظام سے خالی ہے۔ میں اس سے پونچھ اور بعض دیگر علاقوں کو مستثنیٰ کرتا ہوں' کیونکہ وہاں کی انجمنیں اب تک نہایت منظّم صورت میں کام کر رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہیں کسی نئے انتظام کی ضرورت نہیں لیکن سرینگر اور جموں کے شہروں سے باہر علاقہ کشمیر و جموں میں ابھی تک یہ انتظام مکمل نہیں وہاں فوراً اس قسم کا انتظام ہو جانا چاہئے۔ یہ آپ لوگوں کیلئے مصیبت کا زمانہ ہے اور ایسے زمانوں میں بغیر ایک لیڈر کے جس کی اطاعت سب لوگ کریں، کام نہیں چلتا اور جس طرح سارے ملک کو ایک لیڈر کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح علاقوں اور شہروں اور گاؤں کو بھی ضرورت ہوتی ہے اس لئے میری پہلی نصیحت تو آپ لوگوں کو یہ ہے کہ جس جس جگہ کوئی ایسا شخص موجود نہیں کہ جس کی اطاعت کا آپ اقرار کر چکے ہیں اس اس جگہ فوراً ایک لیڈر منتخب کر کے کام کو منظّم کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کسی وقت وہ لیڈر قید ہو جائے یا کام چھوڑ دے یا فوت ہو جائے تو اسی وقت دوسرا آدمی اس کی جگہ مقرر کر دیا جائے۔ جہاں جہاں ایسے آدمی پہلے سے مقرر ہیں یا جہاں پہلے مقرر نہیں تھے اور اب مقرر کئے جائیں' انہیں چاہئے کہ مجھے اپنے ناموں اور پتوں سے اطلاع دیں تا کہ میں انہیں ضروری حالات سے آگاہ رکھوں اور تا کہ ان کی جو امداد مجھ سے ممکن ہو اس کا سامان کروں۔

میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو جو لوگ اس قومی تحریک میں شامل ہونا چاہیں' ان سب سے حلفیہ اقرار لیا جائے کہ وہ ہر قسم کی شورش اور فساد سے بچیں گے کیونکہ بغیر حلف کے لوگ وقت پر اپنے فرائض کو بھول جاتے ہیں لیکن جب وہ قسم اٹھا لیں تو وہ قسم انہیں ان کے فرائض یاد دلاتی رہتی ہے۔ چاہئے کہ آپ کی مظلومیت ہمیشہ واضح رہے جب تک آپ کی مظلومیت ثابت کی جا سکے گی اس وقت تک آپ غالب رہیں گے۔ جب یہ امر مشتبہ ہو جائے گا' اس وقت لوگ آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور آپ کی تحریک کی ساری طاقت زائل

ہو جائے گی۔

جو لوگ لیڈر مقرر ہوں یا پہلے سے مقرر ہیں' انہیں چاہئے کہ کامیابی کیلئے مندرجہ ذیل طریق اختیار کریں۔

۱۔ جب تک شیخ محمد عبداللہ صاحب قید سے آزاد نہ ہوں' اس وقت تک تمام لوگوں کو نصیحت کریں کہ روزانہ گھروں میں ان کی آزادی کیلئے دعا کریں اس سے ہر گھر میں شیخ صاحب کا ذکر بھی تازہ رہے گا اور بچوں، بوڑھوں، عورتوں، مَردوں سب کو یہ یاد رہے گا کہ شیخ محمد عبداللہ صاحب کو آزاد کرانا ان کا فرض ہے اس طرح یہ دعا خود ان کے اندر بھی زندگی قائم رکھے گی۔

۲۔ دوسرے ان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ بغیر شور کرنے کے اپنے محلّہ یا شہر کے لوگوں کو سیاسی حالات سے باخبر رکھیں اور ان کے علاقہ میں جو ظلم ہوں' ان سے فوراً اپنے مرکزی انتظام کو اور مجھے خبر دیں تا کہ اس کے متعلق مناسب کارروائی کی جا سکے۔

۳۔ چونکہ ان دنوں حکومت پر یہ اثر ڈالا جا رہا ہے کہ لوگ شیخ محمد عبداللہ صاحب کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور چونکہ پبلک مظاہرے اس وقت مناسب نہیں ہیں' اس لئے اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے کہ ملک کلّی طور پر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ ہے چاہئے کہ کوئی نشان ایسا مقرر کر لیا جائے جس کو دیکھتے ہی ہر شخص یہ سمجھ لے کہ یہ لوگ شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ ہیں۔ میرے خیال میں اگر ایک سیاہ نشان ہر ایک شخص اس وقت تک کہ شیخ محمد عبداللہ صاحب جیل سے نکلیں اپنے بازو پر باندھ لے تو یہ ایک عمدہ ذریعہ حکومت پر اس امر کے ظاہر کرنے کا ہوگا کہ ملک سوائے چند ایک لوگوں کے کلی طور پر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ ہے۔ اس طرح بغیر جلوس نکالنے کے ہر گلی اور کوچے میں چلتے ہوئے لوگ اس نشان کے ذریعہ سے حکومت پر واضح کر دیں گے کہ ہم شیخ محمد عبداللہ صاحب کو اپنا لیڈر سمجھتے ہیں اور چونکہ اس طرح فرداً فرداً اپنے خیال کے ظاہر کرنے میں کسی فساد کا خطرہ نہیں ہوسکتا' حکومت بھی اس میں دخل نہ دے سکے گی اور ایک طرف تو ملک منظّم ہوتا چلا جائے گا اور دوسری طرف ملک کی رائے کا اظہار ایک پُرامن طریق سے ہوتا رہے گا مگر اس قسم کے انتظام کو بااثر بنانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ یہ انتظام وسیع ترین پیمانہ پر کیا جائے اور حتّی الوسع شیخ صاحب کے ساتھ تعلق رکھنے والا کوئی فرد اس سے باہر نہ رہے۔

آخر میں مَیں پھر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ مَیں یہ مضمون لکھ ہی رہا تھا کہ مجھے بعض نہایت خوش کُن خبریں ملی ہیں جن سے میں سمجھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے آپ

لوگوں کی بہتری کے سامان پیدا ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے دکھوں کو جلد دور کرنے والا ہے۔ آپ کو صرف تھوڑے سے حوصلہ کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت ہے کہ ملک کے غداروں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ میں پھر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک آپ لوگوں میں سے کوئی حصہ بھی میری مدد کی ضرورت کو سمجھے گا میں اِنْشَاءَ اللّٰہُ ہر ممکن مدد آپ لوگوں کی ترقی کے بارہ میں کرتا رہوں گا۔ وَالتَّوْفِیْقُ مِنَ اللّٰہِ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

والسلام

خاکسار

مرزا بشیرالدین محمود احمد

قادیان۔ مؤرخہ ۱۱۔ جولائی ۱۹۳۳ء

(ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۴۱ تا ۴۷ مطبوعہ ۱۹۶۵ء)

---

[۱] میرے پاس اس امر کے باور کرنے کی کافی وجوہ ہیں کہ سید زین العابدین صاحب کے اِخراج میں بعض نام نہاد لیڈروں کا ہاتھ ہے جنہوں نے اس امر سے ڈر کر کہ ان کے آنے سے حقیقتِ حال ظاہر ہو جائے گی بعض اپنے ہمدرد افسروں کے ذریعہ سے ان کے نکالنے کی کوشش کی تا کہ اُن کیلئے راستہ کُھلا رہے۔